خلیل الرحمٰن داؤدی کی مضمون نگاری

Khalil-ur-Rehman Dawoodi's essay writing

ڈاکٹر رفاقت علی شاہد[2]　　نجم الحسن خان[1]

ABSTRACT:
Khalil-ur-Rehman Dawoodi is known as a researcher, compiler, editor, manuscriptologist, essay and feature writer. He started his academic and literary life with religious writings. These short but comprehensive articles are about Sahiha Shittah (7 books), Kutab-eArba'a (4 books) and Islamic celebrities. These articles help in understanding the evolution of his literary and scholarly life. Undoubtedly, these articles are an overview of these religious topics and are still unpublished, but their importance and usefulness cannot be denied because these are the best means of understanding these topics.
Keywords: Khalil-ur-Rehman Dawoodi, compiler, editor, manuscriptologist, essay writer, feature writer.

خلیل الرحمن داؤدی محقق، مرتب، مدون، مخطوطہ شناس، مضمون نگار اور فیچر نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنی علمی و ادبی زندگی کا آغاز مذہبی مضامین سے کیا۔ یہ مختصر مگر جامع مضامین صحاح ستہ، کتب اربعہ اور مشاہیر اسلام کے بارے میں ہیں جو ملک کے اہم اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ یہ مضامین ان کی علمی و ادبی زندگی کے ارتقا کی تفہیم میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ بلاشبہ یہ مضامین ان مذہبی موضوعات کا اجمالی جائزہ ہیں اور ابھی تک غیر مطبوعہ بھی ہیں لیکن ان کی اہمیت و افادیت سے انکار اس لیے ممکن نہیں کہ یہ ان موضوعات کی تفہیم کا بہترین ذریعہ ہیں۔

خلیل الرحمن داؤدی 2/مارچ 1923ء کو قصبہ لاوڑ ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام خلیل الرحمٰن تھا لیکن 1952ء میں پاکستان آنے کے بعد نام کے ساتھ ''داؤدی'' کا اضافہ اپنے مورث اعلیٰ مولانا داؤد کی نسبت سے کیا۔ ان کی تعلیم کا آغاز ایک مذہبی مکتب سے ہوا اور بعد ازاں 1948ء میں بی۔ ایس سی کا امتحان علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے پاس کیا اور ستمبر 1948ء میں پاکستان آ گئے۔ پاکستان آمد کے بعد وہ آزاد صحافی کی حیثیت سے متعدد اخبارات سے وابستہ رہے۔ 1951ء سے 1962ء تک ریڈیو پاکستان سے داؤدی صاحب کے فیچر اور تقاریر نشر ہوتی رہیں جن کے مسودے راقم کے پاس موجود ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے مجلس ترقی ادب لاہور میں 13/جنوری 1962ء کو ملازمت اختیار کی اور دس سال اس ادارہ سے وابستہ رہے۔ اس عرصہ میں انھوں نے بیس 20 کتب ترتیب دیں جن میں سے سولہ 16 شائع ہو چکی ہیں۔ خلیل الرحمن داؤدی نے کبھی بھی باقاعدہ ملازمت اختیار نہ کی بلکہ مجلس سے شائع ہونے والی کتب، ریڈیو پاکستان سے نشر ہونے والے فیچرز اور تقاریر، خبارات میں شائع ہونے والے مضامین اور مخطوطہ فروشی، آمدنی کے ذرائع تھے۔ انہوں نے 26/جنوری 2002ء کو لاہور میں وفات پائی۔ وہ تادمِ آخر مخطوطہ شناسی کے شعبے سے منسلک رہے۔[1]

[1] Ph.D Scholar, Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad.
[2] Department of Urdu, G.C.University, Lahore.

حکومتِ پنجاب نے 1951ء میں محکمہ "اسلامیات" قائم کیا۔ محکمہ "اسلامیات" کو اہلسنت والجماعت کی صحاح ستہ اور شیعہ مسلک کی اہم کتب کے صحیح متون کی اشاعت مقصود تھی۔ اس اشاعتی پروگرام کے سلسلے میں داؤدی صاحب نے ان کتب پر تعارفی مضامین تحریر کیے جو مختلف اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔ اِن مضامین کی اشاعت کی وجہ سے اُن کا تعلق محکمہ اسلامیات حکومتِ پنجاب سے قائم ہو گیا اور وہ مولانا ابراہیم علی چشتی منتظم محکمہ اسلامیات کے مقربین میں شامل ہو گئے۔ ان مضامین کے علاوہ کئی موضوعات پر مضامین مختلف اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ خلیل الرحمٰن داؤدی کے کل چوالیس مضامین شائع ہوئے جن کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

ا: مذہبی مضامین 2:ادبی و تحقیقی مضامین 3:علمی و تاریخی مضامین 4:غالبات پر مضامین

مذہبی مضامین:

خلیل الرحمٰن داؤدی نے مضمون نگاری کا آغاز 1951ء میں کیا۔ ان کا پہلا مضمون "موطا امام مالک" کے عنوان سے روزنامہ زمیندار میں 21/ستمبر 1951ء کو شائع ہوا۔ انھوں نے سترہ مضامین محکمہ "اسلامیات" حکومت پنجاب کے اشاعتی منصوبے کا حصہ بننے کے لیے لکھے تھے۔ ان کے ابتدائی سترہ مضامین خالصتاً مذہبی ہیں۔ یہ سترہ مضامین صحاح ستہ، کتب اربعہ،، چند دیگر مذہبی کتب پر تبصرے اور راغب اصفہانی و علامہ طباطبائی کی حیات پر مختصر تعارفی مگر جامع مضامین ہیں۔ مذہبی مضامین درج ذیل ہیں:

- موطا امام مالک مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 21/دسمبر 1951ء
- امام بخاری مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 22/دسمبر 1951ء
- امام مسلم مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 25/دسمبر 1951ء
- امام نسائی مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 7/جنوری 1952ء
- امام ابن ماجہ مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 9/جنوری 1952ء
- سنن ابی داؤد مطبوعہ روزنامہ مغربی پاکستان لاہور مورخہ 9/جنوری 1952ء
- جامع ترمذی مطبوعہ روزنامہ مغربی پاکستان لاہور مورخہ 13/جنوری 1952ء
- اصول الکافی مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 31/جنوری 1952ء
- امام فخر الدین رازی مطبوعہ روزنامہ احسان لاہور مورخہ 19/جنوری 1952ء
- تفسیر کبیر مطبوعہ روزنامہ احسان لاہور مورخہ 27/جنوری 1952ء
- امام فخر الدین رازی مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 30/جنوری 1952ء

آئمہ اربعہ کی کتب احایث پر ایک راست نظر مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 18/فروری 1952ء

- محمد بن حسن طوسی مطبوعہ روزنامہ احسان لاہور مورخہ 23/فروری 1952ء
- نہج البلاغہ مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 25/فروری 1952ء

- امام الادب راغب اصفہانی مطبوعہ روزنامہ زمیندار لاہور مورخہ 10 / مارچ1952ء
- علامہ طباطبائی مطبوعہ روزنامہ احسان لاہور مورخہ 16 / مارچ1952ء2

موطاامام مالکؒ

خلیل الرحمٰن داؤدی کا اوّلین مضمون "موطا امام مالک" ہے۔ اس کو حدیث کی سب سے پہلی کتاب مانا جاتا ہے اور اس کی تالیف کا زمانہ 140ھ ہے۔ حدیث کی اس کتاب میں اسوہ رسول ﷺ، خلفائے راشدین، صحابہ کرام اور تابعین عظام اور دیگر مسائل شریعہ رقم ہیں۔ داؤدی نے "موطا امام مالک" کے استناد اور اوّلیت کو اس انداز میں بیان کیا ہے: "با ایں ہمہ یہ مختصر سا مجموعی جو صرف تین سو سے پانچ سو تک حدیثوں کا حامل ہے۔ حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ متعمد اور مستند ہے اور قدامت کے لحاظ سے بھی اس کو اوّلیت حاصل ہے"۔[3]

یہ مضمون مختصر ہے اور غیر مربوط واقعات کی پیش کش ہے لیکن موضوع علمی اہمیت اور دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ خلیل الرحمٰن داؤدی کے لیے اعزاز کی بات ہے کہ انھوں نے اپنے قلمی سفر کا باقاعدہ آغاز احادیث کی پہلی کتاب پر تعارفی مضمون سے کیا۔

امام بخاریؒ

خلیل الرحمٰن داؤدی کا دوسرا مضمون "امام بخاریؒ" کے عنوان سے ہے۔ اگرچہ موضوع تو اہم شخصیت ہے لیکن اس مضمون میں صحاح ستہ کی سب سے مستند اور معتبر "صحیح مسلمؒ" کے بارے میں زیادہ تر معروضات رقم کیے گئے ہیں۔ اس مضمون کی ابتدا میں احادیث کی تین اقسام اور ان کی تعریف تحریر کی گئی ہے۔ اس کے بعد امام بخاریؒ کی مختصر سوانح کو پیش کیا گیا ہے۔ امام بخاریؒ کو ترکہ میں مالِ کثیر ملا لیکن انھیں نرم دلی کی وجہ سے تجارت میں بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ خشک روٹی پر گزارہ کیا البتہ کبھی کبھار احباب کے اصرار پر شکر کے شیرے کو بھی کھا لیا کرتے تھے امام بخاریؒ خراسان میں پیدا ہوئے اور بعد ازاں بخارا تشریف لے گئے۔ بخارا سے سمرقند کے گاؤں خرتنگ میں قیام پذیر ہوئے خرتنگ ہی میں وفات پائی۔ اُن کا مزار خرتنگ میں ہے۔ داؤدی صاحب نے امام بخاریؒ کی مصر میں وفات کی روایت کو غلط قرار دیا ہے۔ مضمون کے آخر میں "صحیح بخاری" کی ترتیب و تدوین کے لیے امام بخاریؒ کی تگ و دو اور چند اوّلین شروحات کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ خلیل الرحمٰن داؤدی، امام بخاریؒ کی کوششوں کے متعلق لکھتے ہیں: "امام بخاریؒ کو احادیث کی ترتیب و تدوین کے سلسلہ میں سینکڑوں میل پیادہ پا سفر کرنا پڑا۔ آپ فرماتے ہیں۔ تحصیل حدیث کے لیے میں دو مرتبہ مصر و شام گیا، چار مرتبہ بصرہ کا سفر کیا، چھے مرتبہ حجاز میں اقامت اختیار کی۔۔۔ بخاری شریف کی تدوین میں امام صاحب اٹھارہ سال کی عمر سے چھتیس سال کی عمر تک مشغول رہے، حدیثیں جمع کیں"۔[4]

یہ ایک تعارفی مضمون میں ہے جس میں مصنف کی سوانح اور تصنیف پر مختصر تبصرہ کیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ مضمون مذکورہ بالا مباحث کی تفہیم میں اہمیت کا حامل ہے۔

امام مسلمؒ

خلیل الرحمٰن داؤدی کے تمام مذہبی مضامین ایک ہی نوعیت کے ہیں۔ اختصار ان مضامین کی بنیادی خصوصیت ہے۔ "امام مسلمؒ" ایک ایسا مضمون ہے جس میں مصنف اور ان کی اہم تصنیف "صحیح مسلمؒ" جیسے مباحث پیش کیے گئے ہیں۔ مضمون کی ابتدا میں بہ لحاظ اسناد "صحیح

مسلمؒ" اور "صحیح بخاری" کو ہم پلہ قرار دیا گیاہے۔ اس کے بعد "امام مسلمؒ" کی سوانح کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیاہے۔ "صحیح مسلمؒ" کی ترتیب و تدوین کے لیے "امام مسلمؒ" کی کاوشوں اور مختلف علاقوں کے سفر کے احوال کو بیان کیاہے۔ انھوں نے احادیث کے بہت بڑے علما اور حفاظ سے استفادہ کیا۔ وہ کئی تصانیف کے مصنف تھے لیکن "صحیح مسلمؒ" سب سے زیادہ معتبر اور مستند ہے "امام مسلمؒ" کی وفات کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ داؤدی صاحب نقل فرماتے ہیں: "ایک دن لوگوں نے مجلس میں ان سے ایک حدیث دریافت کی جو انھیں معلوم نہ تھی۔ گھر آکر کتابوں میں تلاش کرنے لگے۔ قریب ہی چھواروں کا بھرا ہوا ایک ٹوکرا رکھا ہوا تھا۔ دوران تلاش وہ چھوارے کھاتے جاتے تھے یہاں تک کہ ٹوکرا ختم ہو گیا۔ اسی حالت استغراق میں اتوار کی شام ۲۵/رجب 261ھ کو انتقال فرما گئے"۔[5]

خلیل الرحمٰن داؤدی نے مختلف محدثین کے تناظر میں "صحیح مسلمؒ" کو "صحیح بخاری" سے زیادہ صحیح اور ممتاز قرار دیاہے۔ انھوں نے "صحیح مسلمؒ" کی برتری کے کئی اسباب بیان کیے ہیں وہ رقم طراز ہیں: "دراصل صحیح مسلمؒ کی برتری کے کئی اسباب ہیں۔ اوّل یہ کہ امام مسلمؒ کی سند میں چار واسطے ہیں جن میں کم از کم دو ثقہ تابعین اور دو صحابہ ہیں لیکن امام بخاری کی ثلاثیات میں تین واسطے ہیں دوم یہ کہ دونوں اماموں کے نزدیک صحتِ حدیث کے لیے راویوں کی شرائط بھی مختلف ہیں۔۔۔ سوم یہ کہ امام مسلمؒ نے حدیث کے تمام متنوں کو اس کے تمام طریقوں کے ساتھ ایک ہی جگہ جمع کر کے وہ اسلوب پیدا کیاہے۔ جس سے بخاریؒ قاصر رہے۔ چہارم یہ کہ امام مسلمؒ نے تعلیقات یعنی بے اسناد روایتیں بہت کم بیان کی ہیں لیکن امام بخاریؒ کے یہاں تعلیقات کی کثرت ہے۔"[6]

یہ سب بیان کرنے کے بعد داؤدی صاحب حتمی نتیجے کی بجائے دونوں تصانیف کو ہم پلہ قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ یہ صحیحین کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کا یہ مضمون ابتدائی دو مضامین سے قدرے مفصل ہے کیوں کہ سوانح اور تصنیف کے اہم نکات رقم ہوئے ہیں۔

امام نسائیؒ

محکمہ "اسلامیات" حکومتِ پنجاب کے اشاعتی منصوبے کا حصہ بننے کے لیے خلیل الرحمٰن داؤدی نے یہ مضامین لکھے تاکہ صحیح متن کے ساتھ صحاح ستہ اور کتب اربعہ کی تدوین کا فریضہ انجام دے سکیں۔ "امام نسائی" بھی اشاعتی منصوبے میں توجہ حاصل کرنے کی ایک بڑی کڑی تھی۔ اس مضمون کے ابتدائی حصے امام نسائی کی سوانح بیان کی گئی ہے اور آخری حصے میں ان کی تصانیف کا جائزہ ہے۔

خلیل الرحمٰن داؤدی کی تحقیق کے پیش نظر "امام نسائی" کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پائے جاتے ہیں۔ ان کے بقول ذہبی نے "تذکرہ الحفاظ" میں ان کا سنہ پیدائش 512ھ تحریر کیاہے۔ وہ ترکمنستان کے شہر "نساء" میں پیدا ہوئے جس کی نسبت سے نسائی کہلائے۔ انھوں نے تعلیم کے سلسلے میں کئی علاقوں اور خطوں کا سفر کیا۔ جب "مرو" سے دمشق کا سفر کیا تو وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہ کے خلاف بغض و عناد کو مشاہدہ کرنے کے بعد شامی خارجیوں کی اصلاح کی ٹھانی۔ حضرت علیؓ کی شان میں "الخصائص" لکھی اور اس کتاب کو شامیوں میں پڑھا تو شامی امام نسائی پر ٹوٹ پڑے اور وہ نیم جاں ہو گئے۔ امام نسائی کے خادم نے انھیں بچایا۔ خادم کو انھوں نے مکہ کی طرف سفر کرنے کو کہا تاکہ وہاں جان کو مالک حقیقی کے سپرد کیا جاسکے۔ بعض مورخین کا خیال ہے کہ وہ مکہ میں فوت ہوئے اور صفا و مروہ کے درمیان دفن ہیں اور بعض نے رستے میں شہادت کی اطلاع دی ہے ان کی وفات 303ھ میں ہوئی۔[7]

داؤدی صاحب کا یہ مضمون انتہائی مختصر ہے جس کا زیادہ حصہ شام کے احوال اور ان کی وفات کے واقعات پر مشتمل ہے۔ امام نسائی نے احادیث اور فقہ کی کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں لیکن "مجتبیٰ" معروف مجتبیٰ سنن نسائی سب سے اہم مانی جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ مضمون امام نسائی اور ان کی تصنیف سنن نسائی کا معروضی مطالعہ ہے جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

امام ابن ماجہؒ

دیگر تمام مضامین کی طرح اس میں بھی ابتدائی حصے میں سوانحِ مصنف مختصراً بیان ہوئی ہے اور آخر میں سنن ابن ماجہ کی اہمیت اور مقام و مرتبہ تحریر کیا گیا ہے۔ خلیل الرحمٰن داؤدی نے محدثین اور مورخین کے بیانات کے تناظر میں ان کی بیشتر احادیث کو ضعیف اور غیر مستند قرار دیا ہے بعض علما "سنن ابن ماجہ" کو اور بعض علما "موطا امام مالک" کو صحاح ستہ میں شامل نہیں کرتے ہیں۔ یہ کتاب صحاح ستہ میں شامل ہے یا نہیں لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ضرور ہوتا ہے کہ کم از کم یہ صحاح ستہ کے بعد سب سے زیادہ معتبر کتاب حدیث ہے۔ داؤدی صاحب کا یہ مضمون انتہائی مختصر ہے اور جامعیت سے عاری ہے لیکن داؤدی صاحب نے اختصار سے چند اہم نکات ضرور پیش کیے ہیں جو ان کے فنِ مضمون نگاری پر مہارت کا پتا دیتے ہیں۔

امام فخر الدین رازیؒ

امام فخر الدین اور ان کی تفسیر قرآن "تفسیر کبیر" پر خلیل الرحمٰن داؤدی کے دو مضمون ان کے مذہبی مضامین میں سے سب سے زیادہ مفصل ہیں۔ یہ مضمون پانچ حصوں میں منقسم ہے۔ ابتدا میں بغیر کسی عنوان کے مختصر سوانح رقم کی ہے "شہرت و عزت" کے عنوان کے تحت امام فخر لدین رازی کی علمی مقام و مرتبے کو بیان کیا ہے۔ ان کی رطب اللسانی سے سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ اس مضمون کی دوسری سرخی "دربار شاہی کی تقریب" میں رے کے حاذق حکیم کی بیٹیوں کی امام رازی کے بیٹوں سے شادی کا ذکر ہے جس سے امام رازی کو دولت کثیر حاصل ہوئی حتیٰ کہ بادشاہ نے بھی جنگی معرکوں کیلئے ان سے قرض لیا۔ مضمون کا تیسرا حصہ امام رازی کے درس و تدریس پر مشتمل ہے۔ چوتھے حصے میں علمی فضیلت اور تصانیف اور پانچویں اور آخری حصے میں امام رازی کی وفات کا مفصل تذکرہ ہے۔ داؤدی صاحب کا یہ تحقیقی مضمون ہے جس میں واقعات مفصل ہیں اور موضوع کے تمام مباحث کا بھرپور احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

امام فخر الدین رازی کی تفسیر قرآن "تفسیر کبیر" کے نام سے مشہور ہے۔ اس تفسیر پر داؤدی صاحب نے مفصل مضمون بہ عنوان تفسیر کبیر تحریر کیا۔ یہ بھی مذہبی اور تحقیقی مضمون ہے جس میں اس تفسیر کی تاریخ و تکمیل کو صراحت سے رقم کیا گیا ہے۔ کیا "تفسیر کبیر" کی تکمیل امام رازی کے زمانے میں ہوئی؟ اس تفسیر کے ماخذ کون سے ہیں اور اس طرح دیگر سوالات کے جوابات داؤدی صاحب کے مضمون "تفسیر کبیر" میں درج ہیں۔

خلیل الرحمٰن داؤدی نے صحاح ستہ اور اہلسنت کی چند معتبر تصانیف پر مضامین لکھ کر اپنے علمی مرتبے کا لوہا منوایا۔ انھوں نے اپنے مکتبہ فکر سے قطع نظر دیگر اسلامی مسالک کی کتب کا بغور مطالعہ کیا اور ان پر مختصر مگر جامع تبصرے لکھے۔ انھوں نے شیعہ کتب اپر بھی جامع تبصرے لکھے جو اس وقت کے اہم روزناموں میں شائع ہوئے۔ "اصول کافی"، "نہج البلاغہ" وغیرہ جیسے مضمون سے ان کے وسعت مطالعہ کا

اندازہ ہوتا ہے۔ "اصول الکافی "انتہائی مختصر مضمون ہے جس میں تمام حقائق سامنے نہیں آتے۔ داؤدی صاحب نے مولّف کی چند سطروں میں سوانح بیان کی ہے اور چند ہی سطروں میں احادیث کی تعداد احادیث کے ماخذ اور اسنادِ کتاب کو بیان کیا ہے۔ "نہج البلاغہ "قدرے مفصل مضمون ہے جس میں مولّف کی مختصر سوانح اور متن کے بارے میں علماے اہلسنت کی آرا کو پیش کیا ہے۔

ان کے علاوہ "امام الادب راغب الاصفہانی" اور "علامہ طباطبائی" جیسے علمی و ادبی مضمون لکھے یہ مضامین بھی مذہبی رنگ لیے ہوئے جن سے مذہبی اور ادبی امتزاج کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔

بحیثیت مجموعی ان مذہبی مضامین کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہو گا کہ اختصار ان مضامین کا بنیادی خاصہ ہے۔ ۴۴ مضامین سے ۱۷ مذہبی مضامین ہیں اور تمام مذہبی مضامین ایسے مفصل موضوعات پر ہیں جن میں سے ہر موضوع پر کئی کتابیں تحریر کی جاسکتی ہیں۔ داؤدی صاحب نے دریا کو کوزے میں بند کرنے کی ٹھان تو لی لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہوئے۔ جب کسی موضوع پر مفصل مواد دستیاب ہو تو اس میں سے انتخاب مشکل ضرور ہوتا ہے لیکن جامعیت سے اس کی وقعت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ داؤدی صاحب نے پیدائش، وفات اور زندگی کا کوئی اہم واقعہ تمام مضامین میں بیان کیا ہے اور بعض میں علمی فضیلت کے اعتراف کے واقعات نقل کیے ہیں۔ ایک لحاظ سے یہ مضامین یک طرفہ طرز کے ہیں۔ جن میں کسی موقف کی تردید یا تصدیق نہیں ہوتی۔

اختصار کے علاوہ موضوعِ مضامین، شخصیات کو بنایا لیکن زیادہ معلومات ان اہم شخصیات کی بجائے ان کی شہرہ آفاق تصانیف کی دی ہیں۔ جس سے نہ تو شخصیت کے متعلق مکمل معلومات یا اہم معلومات سامنے آتی ہیں اور نہ اس کتاب پر جامع تبصرہ سامنے آتا ہے۔ درج بالا مذہبی مضامین کی مجموعی کیفیت کا بیان ہے اس لیے ذہن میں رہے کہ بعض مضامین جامع اور مفصل ہیں لیکن بہت سارے پہلو تشنہ بھی ہیں۔

ان مضامین میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ ان سے خلیل الرحمٰن داؤدی کا تحقیقی زاویہ نگاہ کھل کر سامنے آتا ہے۔ مذہبی موضوعات کو تحریر کرتے ہوئے غیر جانب داری کا مظاہرہ کرنا انتہائی مشکل کام ہے لیکن داؤدی صاحب کے ان مضامین میں جانب داری کا شبہ تک نہیں ہوتا۔ حقائق کو تاریخ کے تناظر میں پیش کیا گیا ہے چاہے کسی کو ناگوار گزرے یا خوش گوار گزرے۔ یہ مضامین نہ زیادہ مفصل ہیں اور نہ ہی موضوع کا مکمل احاطہ کرتے ہیں لیکن اہم شخصیات اور تصانیف کے تعارف کا بہترین ذریعہ ہیں۔

حوالہ جات

[1] رابعہ رضوی، خلیل الرحمٰن داؤدی، احوال و آثار، مشمولہ "یادنامہ داؤدی" مرتبین، تحسین فراقی، جعفر بلوچ، لاہور: دارالتذکیر 2003ء، ص39 تا42

[2] ایضاً، ص10 تا42

[3] خلیل الرحمٰن داؤدی، "موطا امام مالک" مشمولہ، روزنامہ زمیندار، لاہور، 21/دسمبر 1951ء، ص3

[4] خلیل الرحمٰن داؤدی، "امام بخاری" مشمولہ، روزنامہ زمیندار، لاہور، 12/دسمبر 1951ء، ص4

[5] خلیل الرحمٰن داؤدی، "امام مسلمؒ" مشمولہ، روزنامہ زمیندار، لاہور، 22/دسمبر 1951ء، ص3

[6] ایضاً، ص4

[7] خلیل الرحمٰن داؤدی، "امام نسائی"، مشمولہ روزنامہ زمیندار لاہور، 7/جنوری 1952ء، ص3